© rasailojaraid.com

عباد اللہ فاروقی

حضرت شاہ دولہ دریائیؒ

آپ کا اسم گرامی حضرت کبیرالدین ہے۔ آپ کے سن ولادت کے متعلق لوگ مختلف البیان ہیں۔ بعض کے نزدیک آپ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر بافر نے اپنی تصنیف LAHORE PAST AND PRESENT میں آپ کو شاہجہانی دور کا عارف بیان کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اکبر کے عہد میں پیدا ہوئے ہوں اور شاہجہان کے زمانہ میں کمال حاصل کر کے شہرت حاصل کی ہو۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ سہروردی خاندان کے بزرگ تھے جو شاہجہانی دور میں گزرے ہیں۔

چشتیہ سلسلہ کی ایک مستند کتاب "حقیقتِ گلزار صابری" جو ۱۳۰۱ھ میں رام پور کے مطبع حسن میں طبع ہوئی تھی کے صفحہ ۲۷ پر یوں رقم ہے۔

"حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں کہ تاریخ انیسویں ماہ رجب ۵۲۱ھ کو روز پنجشنبہ بعد مغرب میں نے سید کبیرالدین شاہ دولہ کو بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ سے مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطنی سے بہرہ مند فرمایا اور نسبت کیفیت باطنی میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

...ولی حیدر آباد

متوجہ کر دیا ہے

مذکورہ اقتباس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت شاہ دولہ حضرت غوث اعظم کے مرید اور ان کا سلسلہ قادری ہے۔ اس کے برعکس خزینۃ الاصفیاء میں یوں درج ہے۔

"کہ وے خلعتِ آزادگی پوشیدہ بخدمت سید ناسرمست سیالکوٹی کہ قطب الوقت بود۔ رسید و مرید شد و چند سال در خدمت وے حاضر ماند"[2]

اس حوالے سے آپ کا سہروردی ہونا پایا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کے مرشد سید ناسرمست سہروردی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سوائے مولف حقیقت گلزار صابری کسی نے بھی انہیں قادری قرار نہیں دیا۔ مولانا محمد شفیع مرحوم فرماتے ہیں۔

"سب جانتے ہیں کہ سہروردی سلسلہ کی ابتداء پنجاب میں شیخ الاسلام سے ہوئی۔ سہروردیوں کی ۲۳ خانقاہیں ہیں گیارہ لاہور میں جن میں شیخ عبد الجلیل چوہڑ بندہ متوفی ۹۱۰ھ اور شیخ موسی آہنگ متوفی ۹۲۵ھ کی خانقاہیں بھی شامل ہیں۔ پانچ ملتان میں اور چار جھنگ میں ہیں اور ایک گجرات میں ہے۔ یعنی شاہ دولہ گجراتی کی خانقاہ۔ ان کے علاوہ دہلی میں بھی ہیں"[3]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شاہ دولہ کا حضرت غوث اعظم سے یہ سلسلہ بیعت کوئی تعلق نہیں۔ بقول مفتی غلام سرور مولف خزینۃ الاصفیا حضرت شاہ دولہ کا سنِ وفات ۱۰۷۵ھ ہے۔ فرماتے ہیں!

"وفاتِ آں جامع الکمالات در سال یک ہزار ہفتاد و پنج شدہ"

اس کے برعکس مولف اخبار الاصفیاء نے حضرت غوثِ اعظم کی تاریخ وفات یوں تحریر فرمائی ہے!

---

[1] حقیقت گلزار صابری ص ۷۲ [2] خزینۃ الاصفیا جلد دوم ص ۱۰۲

[3] شیخ الکبیر شیخ الاسلام بہاؤ الدین ابو محمد زکریا ملتانی ص ۲۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وفات آں در سنہ احدی وسبعین وخمسمایۃ شاہ"

اس طرح حضرت غوث اعظم المنجد باللہ ابوالمظفر یوسف العباسی کے زمانہ میں گزرے اور حضرت شاہ دولہ شاہجہانی دور میں اس لحاظ سے دونوں بزرگوں کے درمیان ۵۱۵ کا فرق ہے۔ بعض کے نزدیک آپ کی تاریخ وفات "خدا دوست"، سنہ نکلتی ہے اس کے مطابق آپ کا وصال ۱۰۷۵ھ میں نہیں بلکہ ۱۰۸۰ھ میں ہوا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کا شجرۂ طریقت یوں درج فرمایا ہے۔

"شجرۂ آبائے کرام وے بادشاہ بہلول میرسد وسلسلۂ پیران بہ شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی پیوندد وبدین کہ حضرت شاہ دولہ گجراتی مرید حضرت سیدنا سرمست[۱] وے مرید شاہ ملنگ عرف شاہ مونگا ولی[۲] وے مرید شاہ کبیر وے مرید شیخ شہید اللہ وے مرید شیخ یوسف وے مرید پیر برہان وے مرید شیخ صدرالدین وے مرید شیخ بدرالدین ابوالفتح ملتانی وے مرید شیخ صدرالدین عارف و وے مرید حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی" [۳]

آپ کا سن ولادت بعض انگریزی کتابوں میں ۱۵۸۱ء لکھا ہے یہ زمانہ شہنشاہ اکبر کا زمانہ تھا۔ آپ کے والد کا نام عبدالرحیم خاں لودھی ہے جو سلطان ابراہیم لودھی بہلول شاہ لودھی کی اولادیں سے تھے۔ گجرات کے گجر قبیلہ کے لوگ آپ کو پٹھان نہیں گجر نسل سے بتاتے ہیں۔ Bishop St. John Subhan کا بیان ملاحظہ

...ah Daula was born in 1581 A.D. during the ...ign of Akbar. His Father was Abdur Rahim

---

[۱] سرمست کا مزار سیالکوٹ محلہ سید اں میں واقع ہے [۲] شاہ مونگا ولی کا مزار بھی سیالکوٹ میں بڑی عیدگاہ کے پاس احاطہ قبرستان حاجی ڈاکٹر فیروزالدین صاحب کے سامنے ہے۔

[۳] خزینۃ الاصفیاء جلد دوم ص۱۰۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

Khan Lodhi, descendent of Shah Ibrahim Lodhi, grand son of Bahlul Shah Lodhi, who died in 1488 A.D. This would make him a pathan (پٹھان) by descent, but he was nevertheless claimed by the Gujjars of Gujrat as belonging to their tribe. (1)

آپ کی والدہ محترمہ کا نام نعمت خاتون تھا جو گھکڑ خاندان سے تھی ؎۲

حضرت کبیرالدینؒ ان روشن ضمیر بزرگوں میں سے تھے جن کے انفاسِ قدسیہ نے برصغیر پاک و ہند سے کروڑوں انسانوں کے قلوب کو معاصی کے زنگ سے صاف کر کے وہ جلا بخشی کہ وہ ذرہ سے آفتاب بن کر کائنات کو منور کرنے لگے موصوف اُن اولیائے کرام میں سے تھے جو ہر قسم کی شان و شوکت سے بے نیاز ہو کر ہند و پاک کے گوشے گوشے میں پہنچے اور کفر و شرک کے تیرہ تار جھنڈوں میں چشمۂ نور بن کر رہے ۔

آپ بچپن ہی میں والد کے سایہ سے محروم ہو گئے تھے ۔ پانچ برس کی عمر میں والدہ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا ، آپ اس کمسنی اور بے مائگی کی حالت میں پھرتے پھراتے سیالکوٹ پہنچے جہاں ایک صاحب ثروت مہتہ کیمان نے آپ کو اپنی پرورش میں لے لیا ۔ جوان ہونے پر آپکو سیالکوٹ کے قانون گو کے توشہ خانے کا انچارج مقرر کر دیا ۔ شاہ دولہ کی طبیعت میں خدا ترسی اور سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ زندگی بھر انہوں نے کسی سائل کو نامراد نہیں لوٹایا ، غالباً اسی دریا دلی کے باعث شاہ دولہ دریائی کے نام سے

لے Sufeisin: - Its Saints and Shrines P. 253

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشہور ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شاہ دولہ نے دریائے چناب کے کنارے اپنا مسکن لیا تھا اس لحاظ سے بھی انہیں دریائی کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ چونکہ انہوں نے دریاؤں پہ پل بنائے تھے اس لیے دریائی کہلاتے ہیں۔

شاہ دولہ سیالکوٹ کے قریب موضع سنگوہی میں مشہور بزرگ شاہ سیدن سرمست کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگئے اور بارہ سال تک ان کی خدمت کرتے رہے۔ بارہ سال بعد ایک رات شاہ سیدن کو یہ محسوس ہوا کہ ان کا وقت آخر آپہونچا۔ شاہ دولہ اس وق[ت] مرشد کی خدمت میں حاضر تھے۔ شاہ دولہ نے اپنے دوسرے مرید موکونائی کو دو تین بار بلا[یا] چوتھی بار پھر بلایا لیکن شاہ دولہ کے سوا کوئی نہ تھا۔ شاہ سیدن نے کہا — "مجھے دے مو[...] یہ کہکر اپنا دلقِ فقیری شاہ دولہ کے حوالے کردیا۔ اس کے بعد شاہ دولہ سیالکوٹ آگئے۔ د[...] سال تک وہاں رہے۔ جو کماتے مسکینوں اور یتیموں میں تقسیم کر دیتے۔ سیالکوٹ میں اپنے د[...] سالہ قیام میں کئی مساجد، تالاب اور ایک نالہ کا پل تعمیر کرایا۔ سنہ ۱۰۱۳ھ میں شاہ دولہ سیالکو[ٹ] چھوڑ کر گجرات چلے آئے اور یہاں پہ قلعہ گجرات کے جانب مشرق رہائش اختیار کرلی او[ر] اسی جگہ پہ آپ کا مزار ہے۔

حضرت شاہ دولہ ایک باکرامت ولی اللہ تھے۔ اکبری عہد کے تصوف میں اسلام[ی] اور ہندی تصوف کا امتزاج پایا جاتا ہے، یہی نہیں بلکہ ایک باکمال صوفی کے حلقہ ارادت [میں] ہندو مسلمان مریدوں کی بہت بڑی تعداد ان کے وسیع المشرب ہونے کی دلیل سمجھی جا سکتی۔ چنانچہ ہندو بھی آپ کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ دونوں قوموں کے افراد آپ کے حل[قۂ] عقیدت میں شامل تھے۔ آپ کے ایک ہندو مرید نے "کرامت نامہ" کے نام سے آپ کے حالاتِ زندگی اور کرامات قلمبند کی ہیں۔ آپ کے عقیدت مندوں کی فہرست میں چند را[جاؤں] اور چند شاہنشاہوں کے نام بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان میں راجہ چھتر سنگھ آف راجو[...] اور شہنشاہ عالمگیر کے نام سرِ فہرست ہیں۔ راجہ چھتر سنگھ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ شاہ دولہ کا مرید تھا۔ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ راجہ لڑکی کو قتل کر دینا چاہتا تھا۔ شاہ دولہ نے راجہ کو اس کے قتل کرنے سے منع کیا اور بتایا کہ یہ لڑکی بادشاہوں کی ملکہ بنے[گی]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اس کے بطن سے بادشاہ پیدا ہوں گے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعد میں یہی لڑکی شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی ملکہ اور عالمگیر کے دو لڑکوں شہزادہ معظم اور شہزادہ محمد شاہ کی ماں بنی اور شہزادہ معظم بعد میں بہادر شاہ کے نام سے تخت دلی پر متمکن ہوا یوں تو شاہ دولہ کے نام سے کئی کرامتیں منسوب ہیں۔ مگر شاہ دولہ کو سب سے زیادہ شہرت اس مخلوق کے عوض حاصل ہوئی۔ جسے عرف عام میں شاہ دولہ کے چوہے کہتے ہیں۔ معتقدین کا کہنا ہے کہ شاہ دولہ کی اولاد سے بے اولادوں کی تمنائیں بر آتی ہیں اور ان کی گود ہری ہو جاتی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ پہلا بچہ غیر متناسب اعضاء اور قریباً ماؤف دماغ کے ساتھ پیدا ہوگا اور یہ پہلا بچہ والدین کو شاہ دولہ کے مزار پر بطور نذرانہ پیش کرنا ہوتا ہے۔

حضرت شاہ دولہ کی تعلیم کے بارے میں کوئی زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فارسی اور عربی کا غائر مطالعہ کیا تھا۔ ان کا فلسفۂ حیات متوفیانہ اور بصیرت عارفانہ تھی۔ ان کے نزدیک فلسفہ معرفت کی تعریف یہ تھی کہ خدا سے انسان کا ایک جذباتی رابطہ ہے اور یہ ایک ایسا جذبہ ہے جو اپنی خودی کو محبوب حقیقی کی ذات میں مدغم کرکے اس سے مکمل وصال حاصل کرنے کی سعی حاصل کرتا ہے۔ عرفاء اس وصال حقیقی کے ذریعے ہی حقیقت الحقائق تک پہونچنے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس ازلی اور ابدی حقیقت کا ادراک محض عقل کے ذریعے ممکن نہیں۔

سہ ماہی رسالہ صحیفہ بابت اپریل ۱۹۷۳ء میں احمد حسین قریشی قلعداری نے حضرت شاہ دولہ دریائی کے حالات پر ایک معاصر تحریر پیش کی ہے۔ جس کو یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ احمد حسین قریشی قلعداری رقمطراز ہیں۔

یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت شاہ دولہ دریائی کے حالات ان کی وفات کے بعد بہت ہی قریبی زمانے میں چند لوگوں نے قلمبند کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک کتاب موضع سوکہ۔ احمد خان ضلع گجرات کے ایک بزرگ نے مرتب کی تھی اس کتاب کا ایک ورق راقم الحروف کے کتب خانے میں موجود ہے (ورق ۸، ۹، ۷) مصنف نے اسی میں حضرت شاہ دولہ کے وقت مرگ کے چشم دید حالات بیان کئے ہیں پورا متن یہاں درج کیا جاتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ افسوس مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا، قلمی ورق کی عبارت حسب ذیل ہے :-

"۔ ۔ ۔ عظیم برپا گشت ۔ شیخ همانجا در موضع میانی ملاحان (؟)

که یک باغ درخت توت هست نشاندہ، حضرت ایشاں است شب

گزرانیدند و صبح جمله اہل زیارت را وداع کردہ و خود با دولت در کشتی

نشسته ایں روئے آب گزشتند و ملاحاں را از نقد و اجناس

بسیار انعام کردہ و رخصت فرمودہ متوجہ بگجرات گردیدند و بوقت چاشت

در موضع سوق (؟) که وطنِ مالوفه، ایں داعی است تشریف آوردند در

مقبرہ متبرکہ اسلاف بزرگوار ایں احقر زیر درخت نشستند و فاتحه خواندہ

به زبان کرامت ترجمان راندند که اے سرو بوستاں خلوت کردہ و سال

و سر مستاں بادہ احوال ایں وقت انفصال ما و شما به زبان آوردہ امید

داریم که در اندک ایام بجمال یکدگر خورسند شویم، مردم دیہ از رؤساء و رعایا

دہند و بازاری ہمه بزیارت دویدند ۔ و دامن نقود و شیرینی تنکہ و میوہ

بنذر گزرانیدند، بر ہمه کس از یکے بدیگرے بخشش شد ۔ از انجمله

ایں فدوی قربان صاحبدلاں مقدار دو گھڑی فیض یاب حضور بود مقدار

یک پشتارہ تنکہ و شیرینی به حصه فقیر آمدہ باشد بعد ازاں روانه گجرات

شدند، و تا ... روز بصحت و سلامت ماندند (ورق ۹۷) روز ششم

ناگاہ آزار تب و اطلاق بحضرت ایشاں درگرفت و سیزدہ روز بایں

اطلاق مبتلا بودند، حکمای و اطبای حاذق ہر چند ترکیب با معجون

و سیله سعادت خود کردہ مے آوردند ہرگز قبول نمے افتاد و مے فرمودند

که دولہ وصالِ دوست مے خواہد و ایں مردم ناداں سبب انفصال

مے طلبند و تردد زندگانی مے کنند و نمے دانند که ۔

زندہ آنست که با دوست وصالے دارد

دریں اثنا بہاؤن که بعضے آورا فرزند حقیقی مے نامند ۔ و بعضے متبنی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مے گویند عرض کرد کہ تبرک بمن عنایت شود فرمود تا کہ بہا دن تو دولہ را راضی نکنی مولا را چگونہ راضی خواہی داشت وآں گلیم ...... سنیت (کذا) خواہ تو نگہدار خواہ دیگرے ۔

مغز را ہمراہ خود بر داشتیم — استخواں بہر مکاں بگذاشتیم

اما ایں قدر وصیت مے کنم کہ اگر بر تربت دولا مجاوری خواہی کرد۔ ہر کہ از ہندوستان و خراسان بایں راہ خواہد گذشت البتہ یک جیتل بر خاکِ خاکسار خواہد گذاشت برائے معیشت تو ہماں کافی خواہد بود۔ و کمی و غمی رزق نخواہی دید"[1]

راقم ۱۹۵۸ء میں زمیندار کالج گجرات میں شعبہ انگریزی و فارسی میں لیکچرار تھا اسے اپنے گجرات کے قیام کے دوران میں دو تین مرتبہ حضرت شاہ دولہ کے مزار پہ جانے کا اتفاق ہوا۔ یہاں کئی چوہے دیکھنے میں آئے۔ ان کے متعلق عجیب وغریب باتیں بھی سننے میں آئیں۔ مثلاً یہ کہ جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو یہ غائب ہو جاتے ہیں اور ان کی قبر نہیں ملتی۔ لیکن میں ان باتوں کی تصدیق نہ ہو سکی۔

مزار پر علاوہ نقش و نگار کے جا بجا در و دیوار پر مثنوی مولانا روم کے اشعار لکھے ہوئے نظر آتے ہیں یہ اس قدر زیادہ ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ مثنوی کا ایک حصہ نقل کر دیا گیا ہے۔ آپ کا مزار شاہ دولہ گیٹ میں واقع ہے۔

کتابیات

(۱) مدارج النبوت (۲) معجز الواصلین (۳) خزینۃ الاصفیا

(۴) سکینۃ الاولیاء (۵) سہ ماہی صحیفہ (۶) SUFIES IN 24 SOINT AND SHRINS.

(۷) LAHORE, PAST AND PRESENT (۸) گلزار صابری

(۹) شیخ الکبیر شیخ الاسلام بہاؤ الدین ابو محمد زکریا ملتانی

---

[1] سہ ماہی صحیفہ ص ۱۴۴ تا ۱۴۶ (مجلس ترقی ادب لاہور کا علمی مجلہ)

© rasailojaraid.com